HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ایاز محمود ایاز کی نعت گوئی: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

علی رضا
Ali Raza
M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر ماجد مشتاق
Dr. Majid Mushtaq
Assistant Professor, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:
Ayyaz Mehmood Ayyaz is one of the prominent poets of 21st century. He has a repute of excellent poet of Ghazl. He has equally potential in Urdu Nazm. He makes a vital contribution in Urdu Poetry as a Muslim poet. He also expressed his affection with Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him). His Naatiya Poetry is reflection of obedience and love with Prophet. This article is an effort to recognize his Naatiya Poetry with different aspects. This article will help readers to know about Ayyaz Mehmood Ayyaz's Naat and his poetic expression.

Keywords: *Naat, Madina, Ehl-e-Bait, Tradition, Religious Poetry, Attributes, Obedience.*

کلیدی الفاظ: نعت، مدینہ، اہلِ بیعت، روایت، مذہبی شاعری، خصائل، اطاعت

اردو شعری ادب میں موضوعاتی تنوع اہمیت کا حامل ہے۔ اصنافِ شعر میں رنگا رنگی سے شعری ادب کی چاشنی اور لطافت میں اضافہ ہوا۔ قصیدہ، مثنوی، شہر آشوب جیسی اصناف وقت کے ساتھ اپنی اہمیت میں نمایاں کمی سے موجودہ دور میں بہت کم لکھی جا رہی ہیں۔ منظوم ادب کا ایک اہم پہلو مذہبی شاعری ہے۔ مذہبی شاعری کے حوالے سے معروف اصناف حمد، نعت، مناقب، سلام، مرثیہ اور نوحہ ہیں۔ ان اصناف میں نعت کا تخصص اس لیے ہے کہ اس صنف کو عقیدت سے بڑھا کر عشقِ رسول ﷺ سے نسبت دے کر انسانی ایمان سے تعبیر کیا جانا اب عمومی رجحان نظر آتا ہے۔

نعت: مفہوم و تعارف

نعت کے لفظی معنی و تعریف[1] کے ہیں۔ جب کہ اس کے لغوی معنی نبی اکرم ﷺ کی تعریف[2] ہیں۔ شاعری کی صنف کے طور پر نعت ایسی نظم کو کہتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی تعریف میں لکھی جائے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> ”ایسی نظم جو موضوع کے اعتبار سے حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف کے لیے مخصوص ہو۔“[3]

اسی طرح ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے نعت کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی ہے:

> ”نعت اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کے اوصاف بیان کیے گئے ہوں۔“[4]

نعت کی تعریف میں اکثر ناقدین انہی الفاظ کو سند مانتے ہیں اور یہ صنفِ شاعری بالخصوص ان موضوعات کا مرقع ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے گرد گھومتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نعت کے موضوعات میں وسعت آتی گئی اور ان اوصاف کو شخصی تاثر سے وسیع تر معانی میں اس کے سماجی، سیاسی، معاشی تصورات کے ساتھ جوڑا گیا۔ اب نعت میں انسانی زندگی کے عملی پہلوؤں کو موضوع بناتے ہوئے اس کی کجیوں، کمیوں کو اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں اصلاح پذیر کرنے کے نمونے دکھائی دیتے ہیں۔

نعت گوئی کی روایت

نعت گوئی کی روایت اردو میں عربی سے آئی۔ عہد نبویؐ میں نعت گوئی کی مثالیں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ عہد نبویؐ میں صحابی رسولؐ حضرت حسان بن ثابتؓ کا نام نعت گوئی میں نمایاں ہے۔ خود نبی مکرمؐ حضرت حسانؓ سے نعت سنا کرتے تھے۔ اس حوالے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

''حضرت عمرؓ خلیفہ تھے، مسجد نبویؐ میں تشریف لائے تو حضرت حسانؓ صحابہ کو نعت کے شعر سنا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے منع کیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا، عمرؓ خود نبی اکرم ﷺ حسانؓ سے مسجد میں شعر سنا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے خاموشی اختیار کی اور دوبارہ کبھی حسان بن ثابتؓ کو اس سے منع نہیں کیا۔''(5)

عرب کے علاقوں سے یہ روایت عجم میں گئی اور اس روایت کو آگے بڑھایا۔ عربی زبان سے فارسی زبان اور بعدازاں اس کا رواج ہندوستان کی مقامی زبانوں میں نظر آتا ہے۔ اردو زبان اور شعری ادب میں نعت کی روایت کلاسیکی عہد سے ہی نظر آتی ہے۔ یہ سفر موجود دور تک آتے آتے ایک مضبوط روایت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ موجودہ دور میں نعت بطور صنف ادبی تاریخ کا اہم باب بن چکی ہے۔ نعتیہ ادب کے حوالے سے ادبی تنظیمیں، شعراء اور ادبی رسائل و جرائد ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

نعت اور ہیئت

اردو نعتیہ شاعری میں مقبول و معروف ہیئت کی غزل ہے۔ نعتیہ ادب میں ہیئتی تجربوں کا فقدان نہیں۔ غزل کی ہیئت کے علاوہ مسدس، مخمس، رُبع میں بھی نعت کے دقیع نمونے لکھے۔ اس حوالے سے حالیؔ نے ''مد و جزر اسلام'' معروف بہ مسدس حالی، میں نعتیہ کلام کے لیے مسدس کی ہیئت کا انتخاب کیا ہے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ(۶)

اسی طرح لکھنوی ادب کی روایت میں مخمس کی ہیئت بھی مرثیہ اور نوحہ کی طرز پر نعت کے لیے چنی گئی۔ جدید دور میں نعت کے لیے کسی مخصوص ہیئت کو ہی نمائندہ نہیں کہا جا سکتا۔ گو کہ غزل کی ہیئت اس میں زیادہ کارگر نظر آتی ہے۔ نظم کی ہیئت میں پابند ہیئتیں، نظم معرا، نظم آزاد اور نثری نظم میں نعتیہ ادب کی عمدہ مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ جدید اصناف شعر ہائیکو، ترائیلے، ثلاثی میں بھی نعت لکھی جا رہی ہے اور شعراء حضرات نے ان اصناف کو بھی اس عقیدت کے اظہار کے لیے خوب صورتی سے برتا ہے۔ موجودہ دور میں نعت کے لیے ہر ہیئت میں عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعتیہ ادب اب موضوعاتی اور ہیئتی اعتبار سے مسلسل وسعت اختیار کر رہا ہے۔

نعت اور موضوعاتِ نعت

نعت گوئی کا آغاز عرب سے ہوا۔ عرب تمدن میں قبائلی زندگی جنگ وجدل سے عبارت تھی۔ اپنے نمایاں لوگوں کی تعریف اور دیگر قبائل کے اہم افراد کی ہجو گوئی بھی عام تھی۔ نعت کا آغاز بھی قصائد کی تعریف و تحسین کے تناظر میں ہوا۔ خود نبی مکرمؐ کے حوالے سے روایات ملتی ہیں کہ جب کفار آپ ﷺ کی ہجو بیان کرتے تو حضرت حسانؓ سے فرمایا جاتا کہ تم بھی ان کی ہجو بیان کرو۔ نعت بطور صنف ادب حضرت نبی مکرمؐ کے اوصاف حمیدہ سے مزین ہے۔ نعت کے موضوعات کا مرکز و محور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے۔ نعت کے موضوعات کے حوالے سے دو بنیادی پہلو اہمیت کے حامل ہیں۔

شمائلِ نبوی ﷺ

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ظاہری پہلوؤں کو بیان کرنا شمائل نبویؐ کے ذیل میں آتا ہے۔ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس اور خال وخد، قد و قامت، زلفیں، ہاتھ پاؤں کا بیان اور انہیں بطور مثال عقیدت سے بیان کرنا نعت کا اہم موضوع ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے محبت و عقیدت کا یہ پہلو ظاہری حیات مبارکہ اور حلیہ مبارک سے متعلق ہے۔ اس حوالے سے نعت کی روایت ایک تسلسل کے ساتھ ادب میں موجود ہے۔ عقیدت کے اظہار کے لیے عموماً آپ کے حلیہ مبارک کو عقیدت سے بیان کرتے ہوئے ادب احتیاط برتی جاتی ہے کہ انہیں روایتی محبوب کے پیرائے میں نہ رکھا جائے اور آداب ملحوظ رکھے جائیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

خصائل نبوی ﷺ

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ اقدس انسانی تاریخ کی بہترین ہستی ہیں۔آپ ؐ کو خیر البشر، سید البشر، امام الانبیاء، فخرِ موجودات کے القابات سے اپنی محبت کا اظہار آپ ؐ کی شخصیت کے پہلوؤں کو بیان کیا جاتا ہے۔آپ ؐ کی ذات انسانی خصائل کی معراج ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''لقد کان لکم رسول فی اسوہ حسنہ''(۷)

''آپ ؐ کی ذات تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔''

آپ ﷺ کی عادات واطوار انسانی تربیت کے لیے مثال لازوال ہیں۔آپ کی صداقت و دیانت کے چرچے آپ کی مکی زندگی کے ابتدائی سالوں سے ہی تھے اور مکہ کے لوگ آپ کی ان صفات کو بطور مثال پیش کیا کرتے آپ ؐ کی بعثت کے بعد بھی یہ خصائص نبوی آپ ؐ کے ساتھ مثالی سطح پر منسوب رہے۔نعت میں آپ ؐ کی عادات، تعلیمات اور خصائل کا بیان نعتیہ ادب کا نمایاں ترین پہلو ہے۔

مناسباتِ نبوی ﷺ

اردو میں نعت گوئی کی طویل تاریخ نے جہاں ہیئتی تنوع اختیار کیا وہاں موضوعاتی وسعت بھی اس کا حسن نظر آتا ہے۔نبی مکرم ؐ کی ذات اقدس کے شمائل و خصائل کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ؐ کی ذات سے نسبت بھی اب نعت گو شعرا کا مرغوب میدان نظر آتا ہے۔ایاز محمود ایاز نے اپنی نعتوں میں نبی اکرم ؐ کی نسبت کے ان پہلوؤں کو عقیدت کے پیمانے پر خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔نبی محترم ؐ کی مکی و مدنی زندگی، سیرت نبویؐ سے ماخوذ واقعات اور ان واقعات کو جزئیات کے ساتھ دیکھتے ہوئے ان میں دیگر مخلوقات کا تذکرہ اور نسبت بھی موضوع بنتی دکھائی دیتی ہے۔نعت گو شعرا کے ہاں شہر نبیؐ یعنی مدینہ منورہ سے عقیدت اہم موضوع ہے۔ایاز محمود ایاز کے ہاں یہ عقیدت بڑی گیرائی اور گہرائی کے ساتھ نظر آتی ہے۔وہ کہتے ہیں:

مرے خدا میری چاہت کو ایسا محور دے
مری نظر کو جو طیبہ کی خاک سے بھر دے
میں ان سے چنتا پھروں خارو خس مدینے کے
مرے خدا مری پلکوں کو اب تو وہ پر دے(8)

شاعر کے نزدیک انسانی عقیدت واحترام کا مرکز و محور محبت ہے۔نعت کہنا نبیؐ سے عقیدت کا مظہر ہے مگر اس نعت، حسرت کی کیفیت عقیدت سے بڑھ کر نظر آتی ہے۔جہاں مسکن نبوت مدینہ منورہ کی خاک بھی نظر کو حیات بخش سرمے سے زیادہ دقیع اور قابل قدر دکھائی دیتی ہے۔شاعر عقیدت کی اس سطح پر ہے جہاں محبوب یعنی محبوب خدا خیر الوریٰ کا عشق اسے اس مقام پر لے آیا ہے کہ پلکوں سے مدینہ کے خار و خس چننے کی خواہش اور اس شہر کی خاک بن جانا بھی حیاتِ جاودانی نظر آتی ہے:

مجھے لے جاؤ اس در پر طبیبو
جہاں ہر درد کی حاصل دوا ہے(9)

شاعر کے نزدیک انسان اگر ہر طرف سے مایوس ہو جائے تو صرف در کی طرف دیکھتا ہے جہاں اس درد اور دکھ سمجھے جاتے ہیں۔نبی مکرم ؐ کی ذات شافع محشر ہیں اور دنیا میں انسانی جذبات واحساسات کا مرکز و محور۔محبت میں انسان جب اس نہج پر پہنچ جائے کہ محبوب کے علاوہ ساری دنیا اور دنیا کے قاعدے بے کار نظر آئیں تو پھر وہی در انسان کے لیے حیات بخش رہ جاتا ہے۔شاعر کے نزدیک میرا درد، درد جدائی ہے جو آپ ؐ کے در کی خواہش و حسرت میں تڑپ رہا ہے۔اس لیے دنیا کے علاج بے کار ہیں مجھے اس در پر لے جاؤ جہاں میرے ہی نہیں ہر انسان کے درد کی دوا موجود ہے یوں شہر نبی ؐ کی نسبت آپ ؐ کی ذات کی معرفت سارے غموں کا علاج ہے:

مرے ہونٹوں کو ان کے ذکر سے تسکین ملتی ہے
ثنائے قریہ شاہِ ہدیٰ سے دل بہلتا ہے(10)

انسان کو حیوانِ ناطق، کہا گیا ہے۔اس کی قوتِ گویائی اس کے مافی الضمیر کا مظہر ہے۔لہذا انسان اپنے اندر کی آواز کو لبوں پر لاتے ہوئے اطمینان محسوس کرتا ہے۔شاعر کے اندر ایک ہی آواز اور ایک ہی ذکر موجود ہے۔جب یہ اندر کی آواز ثنائے مصطفیٰ ؐ کی صورت ہونٹوں پر آتی ہے تو گویا اس کی بصیرت کو اطمینان محسوس ہوتا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ہے۔شاعر کا یہ شعر باطنی کیفیات کا مظہر ہے جو ظاہری صورت میں جلوہ گر ہو کر اسے ابدی اطمینان کی صورت میسر آتا ہے:

ہے سمایا ہوا چشمِ تر میں، سبز گنبد کا پرچم نظر میں
زندگی نے انہیں ایسا دیکھا، جو وہاں کا نظارا ملا ہے(11)

حضور نبی اکرمؐ کی ذاتِ اقدس حیاتِ ظاہری میں مسلمانوں اور مومنین کے لیے وجہِ تسکین نظر آتی ہے۔صحابہ اکرامؓ کی زندگیوں سے ثابت ہے کہ وہ آپ کے چہرہ اقدس کی تڑپ میں دوڑے چلے آتے تھے اور تسکین پاتے تھے۔اس ذات اقدس کی محبت مومنین کو دنیا ومافیہا سے بے گانہ کرتی ہے تو آپؐ کی حیاتِ ظاہری کے بعد روضۂ رسولؐ اسی محبت کا مرکز ہے۔نعت گوئی کی تاریخ میں سبز گنبد علامت کے طور پر روضہ رسول کے مصداق استعمال ہوا ہے۔شاعر کے نزدیک جب روضے کو دیکھنے کی تڑپ اشکوں کی صورت رواں ہو اور سامنے سبز گنبد نظر آئے تو انسان کی حسرتیں منزل پاتی دکھائی دیتی ہیں۔آنکھوں کی تراوت کے لیے سبز رنگ طبّی طور پر بھی ثابت ہے، مگر یہاں اس سائنسی فکر پر عقیدت و محبت کا رنگ غالب آتا ہے۔گنبد کی یہ رنگت اور اسے دیکھنا مجبور دل کے لیے وصل کا پیغام ہے کہ یہ بھی محبت کا حاصل ہی وصل ہے۔ لہٰذا شاعر وصل کے اس لمحے کی تاثیر سے خوب آشنا ہے اور اسی دیدار کو وصل کائنات قرار دیتے ہوئے اسے زندگی کا حاصل قرار دیتا ہے:

ڈھل جائیں گے سب عصیاں اور ہم پہ کرم ہو گا
جب تھام کے جالی کو ہم اشک بہائیں گے(12)

شاعر نے برصغیر کی نعتیہ شاعری میں روضے کی جالیوں کا ذکر انفرادیت کے ساتھ کیا ہے۔برصغیر کی نعتیہ شاعری میں روضے کی جالیوں کو چومنا، مسح کرنا اور اسے سینے سے لگانے کی خواہش تسلسل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔شاعر کے نزدیک روضے کی جالیوں تک رسائی بھی وصل کی صورت ہے۔اب جب زمینی حقائق کو دیکھتے ہوئے سرور کائنات کے روضۂ اقدس تک رسائی نہ ہو تو روضے کے اطراف پہ سنہری جالیاں ہی روضے کی صورت رسائی کا استعارہ ہیں۔شاعر کے نزدیک بھری دنیا میں کوئی اور ایسا نہیں جو میرے گناہوں کو ڈھو دے۔میرے اشکِ ندامت کی قدر صرف اسی رحمۃ اللعالمین ذات کے پاس ہے لہٰذا اس در پر حاضری اور روضے کی جالیوں کے ساتھ اشک بہانہ ہی میرے احساس ندامت کو کم کر سکتا ہے۔یہ وہ در ہے جہاں سارے گناہ دھل جاتے ہیں اور انسان اپنے لیے جائے اماں پاتا ہے۔شاعر کے نزدیک اس دنیا سے فرار اور اس در تک رسائی ہی وجہ بخشش اور وسیلہ نجات ہے۔

ان کا جلوہ دیکھنے کو ہیں نین مرے بے چین
ان کے در کی حضوری کا مجھ کو ہو اذنِ عام(13)

انسانی نفسیات ہے کہ جب وہ کسی چیز کی تڑپ اور خواہش دل میں پیدا کر لے تو پھر وہ تڑپ منظر اور نظارہ بن کر آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔یہاں شاعر نے ایسی تڑپ کو بیان کیا ہے۔یہ نظارہ خواب وخیال کی صورت سامنے رہ کر اصل نظارہ کی تڑپ کو بڑھا دیتے ہیں۔شاعر کہتا ہے یہ تڑپ اس قدر بڑھ چکی کہ اب مجھے حاضری کی اجازت مجھے تو ہجر کی ماری آنکھیں اس منظر کو سامنے دیکھ کر وصل کی لذت آشنائی کو پہنچیں۔یہ تڑپ ایک شاعر کی ہی نہیں ہر اس دل کی ہے جو آپؐ سے محبت کا دعویدار ہے۔لہٰذا شاعر یہاں ان سب ہجر کے مارے لوگوں کا نمائندہ ہے:

سنہری جالیوں کے سامنے اشکوں سے جو مانگیں
وہ آنکھوں کی دعائیں کون کیسے بھول سکتا ہے(14)

شاعر حساس فرد ہے وہ حیاتی سطح پر موضوعات کی واردات کو لفظوں کا قالب دیتا ہے۔حیاتی سطح پر ایسی منزل بھی آتی ہے جہاں لفظ ان حسیات کے سامنے بے کار نظر آتے ہیں۔شاعر یہاں نعت کو آنکھوں سے رواں دیکھتا ہے۔ہجر کی تڑپ میں وصال کا یہ پہلو کہ اپنے محبوب کو سامنے دیکھ کر آنکھوں سے کیفیات کی عکاسی ہوتی ہے۔ ایاز محمود ایاز نے روضے کی جالیوں تک رسائی کو وصل کی اسی کیفیت کے طور پر پیش کیا ہے اور اپنی آنکھوں سے اشکوں کی روانی کو دعاؤں سے تعبیر کیا ہے۔اس شعر میں انسانی حسیاتی کی عکاسی ہے کہ جہاں لفظ دل کی کیفیات کا مظہر نہ بن پائیں وہاں اشکوں سے ان کیفیات کی عکاسی ہوتی ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب در اتنا رحیم ہو کہ ان حسرتوں کو سمجھے اور تشفی کرے۔شاعر کے نزدیک صرف یہی در ہے جو میرے اشکوں کی زبان سمجھتا ہے اور اس کی لاج رکھتا ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

دل تمنائی ہے سرکار کی گلیوں کا ایاز
ایک دن مجھ کو بھی اس در کا اشارہ ہوگا(15)

ایاز محمود ایاز کی نعت میں مدینہ اور مدینہ کی گلیوں کا تذکرہ بھی آپؐ کے در کی نسبت سے حاضری کی خواہش کے طور پر آیا ہے۔ ساری کائنات کی رعنائیاں اور خوبصورتیاں اس شہر اور اس کی گلیوں کے سامنے ہیچ اور کمتر ہیں۔ شہر کا گلیوں کا مادی وجود یہاں معنی نہیں رکھتا بل کہ آپؐ کی نسبت کہ ان گلیوں میں آپؐ کے قدم مبارک لگے ہیں شاعر کے لیے محبت کا مرکز ہے۔ لہذا شاعر ان گلیوں میں چلنے پھرنے کو اسی نسبت اور تعلق کے زاویے سے دیکھتا اور اس کی تمنا کرتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ خاک یہ مٹی زندگی سے معتبر ہے کیوں کہ میرے نبیؐ نے انہیں فضیلت دی اور آپؐ کے نعلین نے ان پر چلنے کی عنایت کی ہے۔ حضرت اقبال نے فرمایا تھا:

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے(16)

یہاں ایاز محمود نے بھی اسی موضوع کو آپؐ کی ذات کی نسبت سے ادا کیا ہے اور عالم افلاک کو بھی نبی پاکؐ کی محبت کا داعی اور خواستگار بنا کر پیش کیا ہے:

بہت روشن قدم ہے خاکِ طیبہ
مری خندہ جبیں ہے اور میں ہوں
فقیری اور طیبہ کے نگر کی
مرا بختِ حسیں ہے اور میں ہو(17)

شاعر کے نزدیک نبی اکرمؐ کی نسبت میں خاک آلود جبیں بھی کسی فضیلت سے کم نہیں ان کے نزدیک آپؐ کے در کی خاک ماتھے پر نور کی علامت ہے اور میدان حشر میں یہ خاک محبت کی گواہ بن کر بخشش کے لیے دعا گو ہوگی۔ لہذا دنیاوی عزت، تکریم کے سارے پیمانے اس در کی فقیری کے سامنے ہاتھ باندھے دکھائی دیتے ہیں۔ انسان محبت کے اس موڑ پر پہنچ جائے جہاں محبوب کی ذات ہی اول و آخر ہو جائے تو یہی محبت کی تکمیل ہے۔ یہاں معاملہ دونوں جہانوں میں تکریم کا ہے تو شاعر اس در کی فقیری کو دنیا کی بادشاہت سے بڑھ کر محسوس کرتا ہے۔ سلیم کوثر نے کہا تھا:

تیرا ان کے بعد بھی ہے کوئی میرا ان کے بعد کوئی نہیں
تجھے اپنے حال کی فکر ہے میری عاقبت کا سوال ہے(18)

شاعر نے اپنی عقیدت کو گدائی سے تعبیر کرتے ہوئے دونوں جہانوں میں اپنے لیے فضیلت کی راہیں متعین کی ہیں۔

میری تفصیل کیا پوچھتے ہو، ہوں غلامِ غلامانِ احمدؐ
میری نسبت ہے نامِ محمدؐ، میری اوقات کا تم نہ پوچھو(19)

شاعر نے اپنی محبت اور عقیدت کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں اس قدر گم کرنے کی بات کی ہے کہ ان کے در کے غلاموں کی غلامی بھی میسر آجائے تو یہ کسی بے نام بادشاہت کی طرح انعام ہے۔ وہ اپنا تعارف بھی اسی ذاتؐ سے نسبت کو قرار دیتے ہیں اور فضیلت بھی۔ ان کے نزدیک جو لوگ آپؐ کی ذات سے وابستہ رہے ان کی فضیلت و عظمت پر رشک کا یہ عالم ہے کہ نسبت در نسبت بھی عظمت کا معیار بنی۔ شاعر کے نزدیک محمدؐ کے غلاموں کا مقام و مرتبہ میری ذات کے حوالوں سے بڑھ کر ہے۔ لہذا میرا نام و نسب بے کار ہے اور اگر کچھ کار آمد ہے تو محمد ﷺ کے در کی غلامی ہے اور یہ غلامی مجھے سرفراز کرتی ہے۔ اس در سے نسبت میں جو عزت اور عظمت ہے وہ میری زندگی کا حاصل اور توقیر کا باعث ہے۔

ایاز محمود ایاز نے نعت میں نبی مکرمؐ کی ذات سے نسبت کے جو پیمانے بیان کیے ہیں وہ مناسبات کے حوالوں سے مزین ہیں۔ ان موضوعات میں روایات سے تعلق کی مہک ہے مگر بیانیہ اور طرزِ اظہار ان موضوعات کو ندرت اور جدت عطا کرتا ہے۔ یہی شاعر کی انفرادیت ہے۔

خصائلِ نبوی ﷺ

نعت گوئی کا اہم پہلو نبی اکرمؐ کی ذات اقدس کے خصائل عالیہ کا بیان ہے۔ یہ کام کارنا ممکن ہے کہ کوئی شاعر آپؐ کی ذات کی ساری خوبیاں بیان کر سکے۔ لہذا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

شعرا نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس لامحدود خزینے سے گوہر مقصود چن کر اپنے لیے محبت کے پیمانے تلاش کیے ہیں۔ نعت گو شعرا کی تمام تر مساعی بھی اس ذات با برکات کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ ہر شاعر اپنی قوتِ متخیلہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس بحرِ بے کنار سے اپنی تسکین دل کا اہتمام کیا ہے۔ شاعر کا کمال بھی یہی ہے کہ وہ تمام تر خود پسندیاں اس میدان میں بے کس و بے بس محسوس کرتا ہے۔ ایاز محمود ایاز کی نعت میں بھی آپؐ کی ذاتِ اقدس کے پہلوؤں کا اپنی بساط کے مطابق اظہار ملتا ہے۔ ان کی نعت گوئی آپؐ کے شخصی خصائل اور معجزات کی عکاسی کی طرف ایک قدم ہے۔ ان کی شاعری میں آپؐ کی خوبیوں کا اظہار بھی اسی محبت کا ثبوت ہے جو انسان کو ایمان کی دولت سے منور کرتا ہے:

جو ہے کن فکاں پہ لکھا ہوا
وہی با خدا تیرا نام ہے
میں بھٹک سکا نہ کہیں ایاز
مرا رہنما ترا نام ہے[۲۰]

ایاز محمود ایاز نے اپنی نعت میں آپؐ کی ذات کو بطور راہبر و راہنما پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انسانیت جب جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی تو آپؐ رشد و ہدایت کا نور بن کر تشریف لائے۔ اس نورِ ہدایت سے راہنمائی کے خواہاں جب اس سے فیض یاب ہوئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انھیں اس راہِ ہدایت سے دور نہ کر سکی۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا کی آزمائشیں اور امتحانات میرے لیے آسان ٹھہرے کہ آپؐ کی ہدایت کا دامن مجھے راہ ہدایت سے الگ نہیں ہونے دیتا۔ گو کہ ذاتی طرزِ احساس کا یہ شعر ذاتی کیفیت کا اظہار لگتا ہے مگر اس میں آفاقیت کا پہلو پنہاں ہے جو لوگ آپؐ سے وابستہ ہوئے پھر خونی رشتے، عزت، شہرت، دولت کچھ بھی انھیں بہکا نہ سکا۔ شاعر آپؐ کی ذات کو منبع رشد و ہدایت سمجھتا ہے:

سرور انبیاء کو پکاروں ، جب حبیب خدا کو پکاروں
بھول جاتا میں ہر اک دعا ہوں، اپنی قسمت پہ ہے رشک مجھ کو[۲۱]

ایاز محمود ایاز نے ان اشعار میں نبی اکرمؐ کے دو القاب و اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے محبت کا اظہار کیا ہے۔ آپؐ کی ذات اقدس انبیاء کی لڑی میں بطور امام الانبیاء ، سرور انبیاء ممتاز نظر آتی ہے۔ خدا کی محبت کا شرف بھی جس طرح آپؐ کو عنایت ہوا وہ کسی اور برگزیدہ پیغمبر کے حصے میں نہیں آیا۔ آپؐ کی ذات کی عظمت اور اس سے بطور مسلمان نسبت ہی اتنا بڑا حوالہ ہے کہ انسان اس کی سرشاری میں اپنی ساری تمنائیں، خواہشیں اور دعائیں بھول جاتا ہے۔ یہی سرشاری انسان کی عظمت کی دلیل اور اس محبت کی تشفی ہے جو اسے نبی خیر البشر سے ہے:

بے عمل تھا میں خود گویا بے رنگ و بو اور گناہوں کے تھے رتجگے چار سُو
میں خلاؤں میں کتنا سیہ کار تھا ، میرے آقا نے مجھ کو سنبھالا دیا[۲۲]

ایاز محمود ایاز نے انسانی خطاؤں اور گناہوں پر آپؐ کی بخشش اور رحمت کا تذکرہ کیا ہے کہ آپؐ کی ذات بخشش کا وسیلہ اور طہارت کا مرکز ہیں۔ دنیاوی قاعدہ ہے کہ خطاؤں پر در گزر کرنے کا اہتمام ایک حد تک نظر آتا ہے۔ مگر آپؐ کی رحمت بے پایاں ہیں جو گناہ گار کے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر میں چھپاتی اور ان کی تطہیر کرتی ہے۔ عرب کے ان لوگوں کو بھی اس سایۂ عاطفت میں جگہ ملی جو گناہوں میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ واپسی کا امکان نظر نہیں آتا تھا۔ آپؐ نے نا صرف انھیں اس غلاظت سے نکالا بل کہ ان کی ایسی تطہیر کی کہ وہ صداقت کی مثال بنے۔ یہ صرف آپؐ کی ذات بابرکات کا ہی معجزہ ہے کہ وہ عصیاں کے پیمانوں کو رحمت سے پاک کرتے ہیں کہ پناہ عطا کرتے ہیں:

یہ ان کی رحمت ہماری خاطر
وہ اپنے آنسو بہا رہے ہیں[۲۳]

آپؐ کی ذات رحمتہ اللعالمین ذات ہے۔ آپؐ نے امت کے لیے اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں کیں۔ آپؐ کی ذات کا اختصاص ہے کہ آپ کی رحمت ساری کائنات کے لیے ہے۔ وہ صرف ان پر رحمت کی نظر نہیں رکھتے جو ان کے حضور عجز سے پیش ہوئے بل کہ ان کے لیے بھی رحمت بن کر آئے جو اپنے غرور و تکبر میں مگن

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ہیں۔آپؐ نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس امت کی ہدایت اور بخشش کے لیے دعائیں کیں۔شاعر نے آپؐ کی اس وصف کا اعتراف کیا ہے کہ آپؐ کی رحمتوں کی جھلک ہے کہ آپؐ اس امت کے گنہ گاروں کے لیے آنسو بہاتے ہیں۔انہی آنسوؤں کا ثمر ہے کہ ہدایت کا سورج چمک رہا ہے:

محسوس ہو رہی ہے مہک خُلد کی مجھے

خوشبو میرے حضورؐ کی بادِ صبا میں ہے(24)

ایاز محمود ایاز نے شمائل نبویؐ کی علامت میں خصائل نبویؐ کو پیش کیا ہے۔ظاہری طور پر اس شعر میں آپؐ کی خوشبو کو موضوع بنایا ہے۔اس پیرائے میں انہوں نے خوشبو کو بھی ہدایت کے انداز میں پیش کیا ہے۔شاعر کا کمال ہے کہ شمائل اور خصائل کو ایک ہی پیرائے میں پیش کیا ہے۔نبی اکرمؐ کی ہدایت کو خوشبو سے تعبیر کرتے ہوئے جنت کا راستہ بتایا ہے۔شاعر کا یہ اظہارِ عقیدت آپؐ کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے:

سارا جہاں ایاز فنا کا نصاب ہے

بعد خدا وہ نام مقامِ بقا میں ہے(25)

دنیا کی بڑی حقیقت اور اٹل سچائی موت ہے۔فنا اور بقا کا یہ سفر تمام مخلوقات کے لیے یکساں ہے۔جو ذی روح بھی اس دنیا میں آیا اسے فنا کی لذت سے آشنا ہونا پڑتا ہے۔بقا اگر کسی کو ہے تو صرف اللہ عزوجل کی ذات لم یزل کو ہے۔اللہ کی ذات اول و آخر قائم و دائم ہے۔شاعر نے اللہ کی ذات کے بعد اگر کسی میں مخلوق کو بقا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نام ہے۔شاعر نے آپؐ کے پیغام کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپؐ کا نور ہدایت قیامت تک قائم و دائم ہے اور آخر میں بھی اگر کسی نام کی عزت اور برکت ہے تو وہ صرف یہی نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے۔جنھیں شافع محشر، ساقی کوثر بتایا گیا۔قیامت میں جب ہر نفس اپنی فکر میں مبتلا ہوگا تو صرف ایک ہی ذات وہاں شفاعت فرمائے گی وہ ذات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے یعنی آپؐ کی جسمانی حیات سے میرے آپؐ کا نام اور پیغام لازوال کر دیا گیا:

لاریب وہ درِ جلوۂ محبوب خداؐ کا

جبریل بھی جس پہ محبت سے جھکا ہے(26)

ایاز محمود ایاز کی نعت گوئی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ آپؐ کی ذات اقدس کے حوالے سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان حوالوں کو موضوع بناتے ہیں، جن کا حوالہ احادیث اور سیرت کتب سے جابجا ملتے ہیں۔آپؐ کی ذاتِ مبارکہ کا یہ وصف میں کائنات میں کوئی بھی دوسری ہستی ان کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی، یہاں تک جبرائیل امیں جو فرشتوں میں بھی سب سے نمایاں ہیں، وہ بھی آپؐ کے حضور عجز و انکساری سے سر جھکاتا نظر آتا ہے۔آپؐ کے در پر حاضری دیتے ہوئے آپؐ سے اجازت طلب کی جاتی ہے۔یہ اعجاز صرف آپؐ کی ذات ہی سے منسوب ہے کہ جبرائیل بھی آپؐ کے در پر جھکا ہوا نظر آئے:

جہاں جبرئیل کے پر جلیں

وہ حضورؐ کی رہِ عام ہے(27)

اسی موضوع کو مزید تاثیر سے بیان کرتے ہوئے واقعہ معراج کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔تلمیح کا یہ شعر واقعہ معراج کے اس پہلو کی عکاسی کرتا ہے کہ جب آپؐ معراج کے لیے تشریف لے گئے تو سدرہ کے مقام پر جبرائیل امیں نے اپنی حد کی طرف نشان دہی کرتے ہوئے معذوری ظاہر کی۔اسی موضوع کو مولانا ظفر علی خاں نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

جلتے ہیں جبرائیل کے پَر جس مقام پر

ان کی حقیقتوں سے شناسا تمھی تو ہو(28)

ایاز محمود ایاز نے اختصار کے ساتھ اس موضوع کو بیان کیا ہے:

کس طرح حشر میں رسوائی ہے اپنی ممکن

جب وہاں ساتھ پیمبرؐ کا سہارا ہوگا(29)

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ایاز محمود ایاز نے میدانِ حشر میں نبی مکرمؐ کی شفاعت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی عقیدت اور بطور مسلمان اپنے عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ مجھے اس نفسا نفسی کے عالم میں بھی نبی مکرمؐ کے سہارے ہر کسی فکر مندی کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی وہ تمام انسان جو آپؐ کی ذات سے نسبت اور تعلق رکھتے ہیں وہ اس جہان تو کیا اس جہان میں بھی بے فکر رہیں گے۔

شاعر کا یہ طرزِ اظہار انسانی عقیدے اور حیات کا مکمل احاطہ ہے کہ انسان کے دونوں جہان اسی ایک عقیدت کے طفیل کامیابی و کامرانی کی منزل حاصل ہو گی:

نکہتیں اب بھی برستی ہیں سرِ طائف کیوں
سنگریزوں پہ دعاؤں کا اثر لگتا ہے
نعت اک رنگ ہے پیرائیہ بخشش کا ایاز
دیکھنے کو فقط طرزِ ہنر لگتا ہے(۳۰)

ایاز محمود ایاز نے آپؐ کے سفرِ طائف کا ذکر بھی اپنی نعتوں میں کیا ہے، مگر یہاں وہ اس واقعہ کے حالات کا اظہار نہیں کرتے بل کہ اس سفر میں پیش آنے والے واقعات کو بنیاد بنا کر بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کا ہی وصف ہے کہ پتھر کھا کر بھی دعائیں دیتے ہیں۔ طائف میں پیش آنے والے واقعات اور آپؐ پر سنگ باری کے بعد دعاؤں کا اثر ہی ہے کہ جہالت میں ڈوبا یہ خطہ نورِ ہدایت سے منور ہوا۔ اس ہدایت کی روشنی سے جو زندگی سامنے آئی وہ دنیا کے لیے مثال ہے۔ آپؐ کی دعا کی قبولیت کا یہ اثر کہ جو لوگ آپؐ کی بات سننے تک کو تیار نہیں تھے وہ اس قدر مرعوب ہوئے کہ صرف اتباع ہی نہیں کی بل کہ دنیا کے لیے اطاعت کی مثال بنے:

وہ آپ کے در کے سب گداگر، جہاں کے شاہوں کے ہیں برابر
ہے شان جن کی بڑی نرالی، مجھے مدینے بلائیں آقا(۳1)

شاعر کے نزدیک آپؐ کی ذات سے نسبت کا ہی اثر ہے کہ آپؐ کے در سے گداگری کا تعلق بھی دنیا میں عزت و افتخار کا باعث ہے۔ یہاں شاعر نے اس افتخار کو بھی خواہش اور حسرت بنا کر پیش کیا ہے کہ مجھے اگر آقا کی نظرِ عنایت سے شرفِ قبولیت عطا ہو جائے تو میں بھی ان خوش نصیب گداگروں میں شامل ہو جاؤں جو آپؐ کے در سے بھیک پاتے اور دنیا پر ممتاز ہو جاتے ہیں۔ آپؐ نے جس جس پر نظرِ کرم ڈالی اسے وہ عجز عطا ہوا کہ زندگی کے قرینے ہی بدل گئے۔ دنیا کو ترک کر کے بوریا نشیں ہونے کا لطف دنیا کی تمام لذتوں سے بڑھ کر ہے۔ کاش مجھے بھی یہ لطف عطا ہو جائے:

ایاز محمود ایاز کی نعت خصائل نبویؐ کے اظہاریے کی عمدہ مثال ہے۔ جس میں عقیدت، محبت اور ایمان کے رنگ پوشیدہ ہیں۔ آپؐ کی ذاتِ بے مثال کے اوصاف سے فیض یاب ہونے کی خواہش اور تمنا پائی جاتی ہے اور ایسے ہی وہ اپنی دنیا و آخرت کا سرمایہ سمجھتے ہیں۔

التجائی لہجہ

اردو کی نعتیہ روایت میں آپؐ کی ذات سے التجا اور استغاثہ کی روایت بھی ملتی ہے۔ مولانا حالی کی مسدس کے آخر میں "اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے" کے عنوان سے نظم سے التجائی لہجہ کی مثال ہے۔ یہ استغاثہ اور التجا دراصل حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات پر ایمان اور اعتراف کی ایک صورت ہے اور وقت کے تناظر میں اپنی بے بسی کا اظہار بھی ہے۔ نعت میں اس التجائی لہجہ سے شعرا نے اپنی کیفیات کا اظہار کے ساتھ ساتھ اجتماعی صورت میں امیت کے جذبات و احساسات کی بھی عکاسی ہے۔ شاعر جب ان احساسات کا ذکر کرتا ہے تو دراصل وہ امت کی بدحالی کی نشاندہی کرتا نظر آتا ہے۔ ایاز محمود ایاز نے اس التجائی لہجہ کو دو سطوح پر اپنایا ہے۔ ایک سطح ذاتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ روایتی کیفیات کو عجز و انکسار کے ساتھ پیش کرنے کا ملکہ رکھتے ہیں:

جنت کی آرزو بھی نہیں دل کی راہ میں
طیبہ کی خاک اپنی فقط التجا میں ہے(32)

ایاز محمود ایاز نے التجائی لہجہ میں اپنی ذاتی کیفیات کو پیش کرتے ہوئے مدینے میں حاضری کی التجا کی ہے۔ انسان کی یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب وہ تمام دنیاوی قواعد سے مایوس ہو جاتا ہے تو التجا کرتا ہے۔ ان کے ہاں یہ التجا اس شدت سے نظر آتی ہے جنت اور مدینہ میں سے مدینہ کی آرزو کو اولیت دیتے نظر آتے ہیں۔ دراصل یہ التجا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اپنی عافیت و بخشش کی ہی خواہش ہے کیوں کہ مدینہ کا راستہ دراصل جنت کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ وہ اپنی اس خواہش کو التجا کی صورت پیش کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعا بنا کر پیش کیا ہے:

در پہ بلوایئے آقا نہ گزر جائے یہ عمر
اپنے اس عہد کے دن رات سے دل بھرتا ہے[33]

ایاز محمود ایاز کی شاعری کا مرکز و محور آپؐ کی نسبت ہے، اسی نسبت کو وہ التجا کی صورت میں پیش کیا ہے کہ زندگی بے رنگ، بے سود ہو گئی ہے۔ صبح شام کے تغیر، موسموں کی تبدیلی، وقت کا گزرنا سب پھیکا ہے۔ اگر اس میں آپؐ کے در کی حاضری ہو جائے تو زندگی میں رنگ و نور لوٹ آئے اور زندگی اپنی اصل کو پا جائے اور اس بے رنگ زندگی میں رنگ آجائے۔ شاعر کے نزدیک دنیا کی بے رنگی کا یہی علاج ہے کہ آپؐ کی قربت میسر آجائے اور زندگی کا مقصد حاصل ہو جائے۔ دوری کا یہ احساس اور تڑپ ہے نعتیہ کلام میں تاچیر بن کر اترتا ہے:

اک طرف اکیلا ہوں اک طرف زمانہ ہے
حد سے بڑھتا جاتا ہے مجھ پہ ہر ستم آقاؐ
پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنی پیاری باتوں سے
تھام لیجیے مجھ کو نکلے جب یہ دم آقاؐ
آج تیری اُمت پر وقتِ بے سکونی ہے
دیکھیے نہ عصیاں کو کیجیے کرم آقاؐ[34]

دنیا کے مصائب اور دنیا والوں کے رویوں سے تنگ انسان کسی ہمدرد سہارے کی تلاش میں ہے، جب دنیا سے یہ مایوسی حد سے زیادہ تجاوز کرتی ہے تو شاعر اپنے لیے کامل و مکمل سہارا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پکارتا ہے۔ گرتے ہوؤں کو تھام لینا آپؐ کا وصف ہے۔ جس کا کوئی نہیں اس کی دلجوئی آقائے نامدارؐ کا وصفِ عالی شان ہے۔ سکون کی تلاش میں مارے مارے پھرنے والے آپؐ کے قدموں میں آکر سکون تلاش کرتے ہیں۔ شاعر کا یہ طرزِ احساس انفرادی سطح سے اجتماعی سطح کی طرف سفر کرتا ہے۔ وہ ذاتی تنہائی اور بے سکونی کو آگے چل کر امت کی بے سکونی کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔

آخر میں اُمت کی راہبری اور راہنمائی کی التجا ہے۔ دراصل یہ اعتراف ہے کہ آج امت اپنی اصل یعنی آپؐ کے بتائے ہوئے راستوں سے بے گانہ ہو چکی ہے۔ حضورؐ آپ کی نظر کرم ہی اس کے مسائل و مصائب کا واحد تدارک ہے۔ آپؐ کی ذات سارے جہانوں پر رحمت ہے۔ آپؐ کی امت کی یہ بے سکونی اور بدحالی آپؐ سے نظر کرم کا سوال کرتی ہے۔ ہم پر کرم فرمایئے اور اس امت کو بھنور سے نکالیے:

دھڑکنوں اور سانسوں میں ذکر ان کا ہو
نام ان کا ہو لبوں پر وقتِ قضا[35]

زندگی کا اختتام بہ حالتِ ایمان ہو تو ایک مسلمان کے لیے یہ انعام سے کم نہیں۔ شاعر اس خواہش کو التجا کی صورت پیش کرتا ہے۔ آقا کریمؐ سے التجا کرتا ہے کہ اس دنیا میں آپؐ کی نظرِ عنایت کے دم سے ہی رونق ہے اور اگر زندگی کا خاتمہ آپؐ کی ذات سے وابستگی اور آپؐ کے نام سے ہو تو اگلی منزل آسان ہو جائے۔ شاعر کی یہ خواہش اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ نبی اکرمؐ کی ذات ہی زندگی کا اول و آخر ہے۔ حالت ایمان میں زندگی گزرے تو موت کا وقت بھی اسی ایمان کی حالت میں ہو۔ لبوں پر آپؐ کا نام میرے لیے راہِ اجل میں زادِ راہ ہو اور اسی نام کے طفیل میری آخرت کے سارے مرحلے آسان ہو جائیں۔ انسان اپنی زندگی اور اخروی زندگی دونوں کا سرمایہ اسی نام نامی اسمِ گرامی محمد مصطفیٰ ﷺ کے دم سے ہے۔ یہ التجا دل کی وہ خواہش ہے جس سے انسان بقا پاتا ہے اور فنا کا سفر بھی اس کے لیے بارگاہِ الٰہی میں وصل کی کیفیت کی سرشاری عطا کرتا ہے:

حریمِ پاک میں موت آئے مجھ کو
مرے ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے[36]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اسی موت کی کیفیت کو شاعر نے حضورؐ کی قربت کے ساتھ پیش کیا ہے کہ میری ساری زندگی کا ثمر آپؐ سے محبت سے عبارت ہے اور جب میری زندگی کا خاتمہ ہو تو آپؐ کے قدموں میں ہو اور بعد از مرگ بھی مرے وجود کو آپؐ کی قرت میسر آئے۔ شاعر کی محبت اپنی انتہا کو پہنچتی نظر آتی ہے جہاں حضور سرورِ کائناتؐ سے محبت کی حالت میں موت بھی ایک انعام نظر آتی ہے، وہ التجا کرتا ہے کہ موت کی حالت اور نزع کا عالم بھی آپؐ کی قربت میں آسان ہو جائے گا۔ ایاز محمود ایاز کی نعت میں یہ التجا رنگ بھی محبت و عقیدت سے سرشار نظر آتا ہے۔ حضورؐ کی قربت کی خواہش، درپہ حاضری، اذنِ باریابی اور بے سکونی میں سکون کی خواہش کی صورت نظر آتی ہے۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر التجائی لہجہ ایاز محمود ایاز کی شاعری کو انفرادیت عطا کرتا ہے۔

ایاز محمود ایاز کی نعت میں ہیئتی تنوع

اردو کی نعتیہ شاعری میں غزل کی ہیئت شعرا کی مرغوب ہیئت وہی ہے۔ غزل کے علاوہ نعتیہ نظمیں بھی کثرت سے ملتی ہیں۔ نعت گو شعرا کے ہاں ہیئتی تنوع اور موضوعاتی رنگارنگی نے نعت کے میدان کی وسعت عطا کی ہے۔ ایاز محمود ایاز کی نعتیہ شاعری میں بھی غزل کی ہیئت نمایاں ہے۔ ان کا زیادہ کلام اسی ہیئت میں ہے مگر ساتھ ہی ساتھ نظم اور قطعات میں بھی نعتیہ موضوعات کو نبھایا ہے۔ ہیئت کا یہ تنوع شاعر کا انتخاب ہے کہ وہ موضوع کی صحیح عکاسی کے لیے کسی ہیئت کا سہارا لیتا ہے۔ جہاں قافیہ، ردیف کی پابندیاں موضوع کی ترسیل اور حق کی ادائیگی میں رکاوٹ نظر آئے تو شاعر نئی ہیئت کا انتخاب کرتا ہے۔ ایاز محمود ایاز نے نظم کی ہیئت میں موضوع کو تسلسل اور روانی کے ساتھ نبھایا ہے۔ اس کی نظم سادگی اور روانی کا مظہر ہے۔ ان کی نظموں کے موضوعات گہرائی اور گیرائی دونوں کے مظہر ہیں۔ ان کی نظمیں گو کہ تعداد میں کم ہیں مگر ان میں عقیدت اور محبت کا رنگ بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کی نظم میں اس محبت کا اظہار ایک التجائیہ کے ساتھ بھی نظر آتا ہے۔ نظم ملاحظہ ہو:

جس دل میں تمہار ی یاد نہیں
راحت سے وہ دل آباد نہیں
اک بار کرم ہو شاہِ امم
ہر گام ملے ہیں رنج و الم
ہے نزع کا وقت اب آجاؤ
اب اور تو کچھ فریاد نہیں
جس دل میں تمہاری یاد نہیں
راحت سے وہ دل آباد نہیں(37)

اس ایک نظمیہ نعت میں مختلف ذیلی ہیئتیں استعمال کی گئی ہیں مربع، ثلاثی، دوبیتے کا حسین مرکب ہے۔ اسی طرح انہوں نے مسدس، مخمس اور مستزاد مصرعوں کے ساتھ رُبع کا بھی استعمال کیا ہے۔ ہیئتی اعتبار سے قطعات کی ہیئت میں ایاز محمود ایاز نے نعتیہ موضوعات کا اظہار بھی خوب صورتی سے کیا ہے۔ شاعرانہ مہارت میں اختصار کے ساتھ موضوعات کی ترسیل و تفہیم ہمیشہ اہمیت کی حامل رہی ہے۔ ایاز اس خوبی سے بھی بھرپور آشنا ہیں ان کے قطعات میں عقیدت کا معیار انتہائی بلند سطح پر نظر آتا ہے۔ چار مصرعوں میں نبی رحمتؐ کے اوصاف حمیدہ کو پیش کرنا ان کی نعتیہ شاعری کو اہمیت عطا کرتا ہے:

خدا کے بعد کسی کا بھی یہ مقام نہیں
تمہارے نام سے اونچا کوئی بھی نام نہیں
بصد یقین میں لکھتا ہوں دوزخی ان کو
کہ جن دلوں میں ترا کوئی احترام نہیں(38)

اسی طرح سے وہ نام محمد ﷺ کی ادائیگی کو اپنے لیے ایک انعام قرار دیتے ہوئے اس نام کی مٹھاس اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے ہیں:

پھول جو پیلے ہو جاتے ہیں
وہ بھی نیلے ہو جاتے ہیں
آقاؐ کا جب ذکر کروں میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ہونٹ رسیلے ہو جاتے ہیں(39)

ایاز محمود ایاز نے نعتیہ موضوعات کو نبھاتے ہوئے ہر لمحہ محبت اور عقیدت کو اپنا اولین سرمایہ سمجھا ہے۔اسی نسبت سے وہ خود کو سرفراز سمجھتے اور انعام یافتہ گردانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انھیں ان جذبات کی عکاسی سے فرشتوں کا قرب محسوس ہوتا ہے:

اذن جب ہو تو یہ لفظ ادا کرتا ہوں
اُن کی سرکار میں جانے کی دعا کرتا ہوں
چوم لیتے ہیں مرے ہونٹ فرشتے بڑھ کر
جب بھی سرکارِ دو عالمؐ کی ثنا کرتا ہوں(۴۰)

ایاز محمود ایاز نے نعتیہ موضوعات کے لیے غزل، نظم، قطعات اور فردیات کی ہیئتوں کا استعمال کیا جس سے ان کی نعت گوئی میں ہیئتی تنوع ایک نمایاں پہلو کی صورت سامنے آتا ہے۔نوجوان شعرا میں ان کا یہی وصف انھیں ممتاز بناتا دکھائی دیتا ہے۔

مجموعی طور پر ایاز محمود ایاز کی نعت جذب و مستی کا اظہار، محبت و عقیدت کی چاشنی، عاجزی و انکساری کی تازگی، اسلوب کی سادگی سے مزین نظر آتی ہے۔ان کی نعتیں ان کی نبی محترم ﷺ سے عقیدت و محبت کا خوب صورت اظہار ہیں۔نعت گوئی کی روایت میں ان کی نعتیہ شاعری ایک عمدہ اور قابل قدر اضافہ ہے۔

حوالہ جات

1۔ نورالحسن نیر کاکوروی، مولوی، نوراللغات، جلد چہارم، نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، 1969ء، ص:113
2۔ فیروزالدین، مولوی، فیروزاللغات، لاہور: فیروز سنز، 1987ء، ص:230
3۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصناف ادب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2003ء، ص:16
4۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، اصناف ادب اردو، سرگودھا: اوراق پبلی کیشنز، 2019ء، ص:21
5۔ صحیح مسلم، باب 11، روایت 98
۶۔ حالی، الطاف حسین، مسدس حالی، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، 1999ء، ص:21
۷۔ القرآن
8۔ ایاز محمود ایاد، آرزوئے جاں، لاہور: سیوا پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص:22
9۔ ایضاً، ص:27
10۔ ایضاً، ص:39
11۔ ایضاً، ص:46
12۔ ایضاً، ص:98
13۔ ایضاً، ص:58
14۔ ایضاً، ص:68
15۔ ایضاً، ص:71
16۔ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال، لاہور: غلام علی اینڈ سنز، 196۲ء، ص:42
17۔ ایاز محمود ایاد، آرزوئے جاں، ص:89
18۔ سلیم کوثر، کلیات سلیم کوثر، جنھیں راستے میں خبر ہوئی، کراچی: فضلی بکس، ۲۰۱۷ء، ص:17

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

19۔ ایاز محمود ایاد، آرزوئے جاں، ص:118

۲0۔ ایضاً، ص:31

۲1۔ ایضاً، ص:24

۲2۔ ایضاً، ص:33

۲3۔ ایضاً، ص:42

24۔ ایضاً، ص:49

25۔ ایضاً، ص:50

26۔ ایضاً، ص:63

27۔ ایضاً، ص:67

28۔ صبیح رحمانی، اردو کا نعتیہ ادب، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، 2020ء، ص:64

29۔ ایاز محمود ایاد، آرزوئے جاں، ص:70

۳0۔ ایضاً، ص:73

۳1۔ ایضاً، ص:82

32۔ ایضاً، ص:50

33۔ ایضاً، ص:56

34۔ ایضاً، ص:74۔75

35۔ ایضاً، ص:86

36۔ ایضاً، ص:27

37۔ ایضاً، ص:34۔35

38۔ ایضاً، ص:133

39۔ ایضاً، ص:33

۴0۔ ایضاً، ص:81